TQ Lesson 249 Surah Mumin 23-46 tafsir3

پھر آپ دیکھئے کہ پھر اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟

آیت نمبر 38۔ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ

ترجمہ۔ وہ شخص جو ایمان لایا تھا، بولا "اے میری قوم کے لوگو، میری بات مانو، میں تمہیں صحیح راستہ بتاتا ہوں

وَقَالَ الَّذِي اور کہا اس نے **الَّذِي** وہ شخص جو کہ **آمَنَ** ایمان لایا، اس نے کہا **يَا قَوْمِ** اے میری قوم پھر قوم سے (درمیان میں فرعون آتا ہے کیسی کیسی باتیں کرتا ہے) لیکن اس مرد مومن کی اس رجل مومن کی آپ جرأت دیکھیں، جسارت دیکھیں کہتے ہیں **يَا قَوْمِ** اے میری قوم **اتَّبِعُونِ** میرا اتباع کرو۔ (**اتَّبِعُونِی)** نون کے ساتھ "ی" حرف علت ہے، گر چکا ہے **أَهْدِكُمْ** میں دکھاؤں گا تمہیں **سَبِيلَ الرَّشَادِ** رشد کا راستہ کیونکہ فرعون نے پیچھے دعویٰ کیا تھا آیت نمبر 29 کے آخر میں **وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ** اب آپ سوچیں کہ فرعون کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرعون کی بات کا توڑ کرتے ہوئے کہتا ہے میرا اتباع کرو میرے پیچھے چلو **أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ** میں تمہیں ایسا کھلا کشادہ راستہ بتاؤں گا **الرَّشَادِ** رشد کی طرف لے جانے والا ہے **رُشَد** کیا ہے ہدایت کا اگلا درجہ کہ جس سیدھے راستے کا انتخاب کیا ہے پھر اسی پہ گامزن رہیے اسی پہ استوار رہیے اسی پہ چلتے رہیے تو اب آپ دیکھیں کہ یہ مردِ مومن جو کہ **سَبِيلَ الرَّشَادِ** دکھانے والا تھا اس سلسلے میں ایک بڑا خوبصورت واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے آس پاس بیٹھے لوگوں سے کہا کہ بتاؤ کہ آدمیوں میں سب سے بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم آپ نے فرمایا سب سے بہادر اور نڈر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں میں نے دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ بنو قریش کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے آپ پر حملہ کر دیا اور جب رسول اللہ ﷺ پر حملہ کیا تو اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کردار کیا تھا ؟ اس سلسلے میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ مشرکین مکہ نے رسول اللہ کو سب سے زیادہ جو تکلیف دی وہ کیا تھی وہ کہنے لگے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا اور آپ کے مونڈھے کو پکڑا پھر آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر مروڑ دیا اور اتنی زور سے گلا گھونٹا جیسے مار ہی ڈالے گا اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے انہوں نے عقبہ کا مونڈھا تھاما اور آپ ﷺ سے اس کو پرے دھکیل دیا اور فرمایا تم اس شخص کو صرف اس لئے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح نشانیاں بھی لے کر آیا ہے **وَيْلَكُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ** اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے یہ آیت نمبر جو 28 آپ نے پڑھی ہے۔ اس میں وہ مرد مومن کا کردار کہ تم اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ یہ شخص روشن نشانیاں لے کر آیا ہے مسلسل سمجھا رہے ہیں تو اس وقت انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا کہ ان کا یہ کردار تھا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر چادر ڈال لی اور رونا شروع کیا یہاں تک کہ آنسوؤں سے آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی پھر فرمایا میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں بتاؤ آل فرعون کا مرد مومن بہتر ہے یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب خاموش رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے لیکن اللہ کی قسم آل فرعون کے مرد مومن کے مقابلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت بہتر ہے کیونکہ اس مرد مومن نے تو اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے شخص تھے

جنہوں نے اپنے ایمان کو سب کے سامنے ظاہر کر دیا تھا تو اصل میں ظاہر تو اس شخص نے بھی کیا پہلے چھپایا ہوا تھا لیکن بہت عرصہ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً ایمان لے آئے تو مرد مومن کا کردار بھی بہت خوبصورت ہے رسول اللہ ﷺ نے اس مرد مومن کی بھی تعریف کی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آل فرعون میں سے تین لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا ایک تو یہ مرد مومن تھے دوسرے فرعون کی بیوی آسیہ اور تیسرا وہ شخص جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ایک قبطی غلطی سے مارا گیا تھا اور فرعون وقت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا فیصلہ کر لیا تھا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صورتحال بتاتے ہوئے مصر سے چلے جانے کا مشورہ دیا تھا۔ بعض مفسرین نے پہلے اور تیسرے شخص کو ایک شمار کیا ہے (ابھی جس کی تقریر چل رہی ہے اس کو اور جس نے آپ کو کہا تھا کہ آپ بھاگ جائیے ایک شخص قرار دیا ہے کہ دونوں ایک ہی تھے) بعض کہتے ہیں کہ نہیں یہ دونوں مختلف تھے وہ کوئی اور تھا یہ کوئی اور تھا بہرحال تو ایک اور حدیث بھی پتہ چلتی ہے یہ بھی بڑی خوبصورت حدیث ہے کہ صدیقین چند ہیں نمبر ایک حبیب نجار کونسا والا؟ سورت یٰسین والا **وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ (20۔ یٰسین)** اتنے میں شہر کے دُور دراز گوشے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور بولا "اے میری قوم کے لوگوں، رسولوں کی پیروی اختیار کر لو۔ دوسرا آل فرعون میں سے یہ مرد مومن اور تیسرے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو ان سب سے افضل ہیں۔ بہرحال تو بات یہ ہو رہی تھی کہ آیت نمبر 38 ہم پڑھ رہے تھے کہ مرد مومن نے یہ بات کہی کہ تم میری پیروی کرو میں تمہیں **سَبِيلَ الرَّشَادِ** کی طرف لے کے چلوں گا اچھا یہاں پہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مرد مومن نے یہ کیوں کہا کہ میری پیروی کرو جبکہ موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنی چاہئے تھی وہ تو تھے رول ماڈل تو اصل میں وہ جس جگہ پر تھا اور جس ماحول میں تھا تو سارے کفر میں گھرے ہوئے تھے سارے پیغمبر کا انکار کر رہے تھے تو اسی (مرد مؤمن) کے لئے ان کے دل میں ایک مرتبہ تھا ایک مقام تھا تو کہا کہ تم فرعون کو مثالی نمونہ نہ سمجھو کیونکہ ان کے سامنے تو فرعون مثالی نمونہ تھا تو کہا کہ تم میری بات سمجھو مجھے ماننے کی کوشش کرو اور میں تمہیں فائدہ دوں گا تو اصل میں اس کا یہ بات کہنا کہ میری رہنمائی میں چلو میری پیروی کرو تو اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ بس آپ مجھے ہی پوجنا شروع کر دو بلکہ مطلب یہ تھا کہ میں تمہیں فلاح کے راستے پر چلا دوں گا فرعون نہیں چلاے گا کیونکہ فرعون کیا جواب دے رہا تھا ؟ فرعون یہ کہہ رہا تھا کہ میرا کہنا مانو میری بات بڑی اچھی ہے۔ اس نے کہا کہ میرا کہنا مانو اور اس کا کہنا ماننا اصل میں موسیٰ علیہ السلام کا کہنا ماننا تھا کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا اور مزید بڑی خوبصورت بات کہتا ہے

آیت نمبر 39۔ يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ
ترجمہ۔ اے قوم، یہ دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے، ہمیشہ کے قیام کی جگہ آخرت ہی ہے

يَا قَوْمِ اے میری قوم **إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ** (بڑی اچھی لگتی ہے یہ آیت اور اچھی تو بڑی لگتی ہے لیکن افسوس کہ دل نے اور جسم نے اس آیت کو سمجھا ہی نہ ہم نے قرآن کی قدر ہی نہ کی قرآن تو بار بار یہ بات کہتا ہے **إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ** کبھی کہتا ہے **مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ** کبھی کہتا ہے **أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ** ، **تفاخر، تَكَاثُرُ** مختلف طریقے سے بیان کرتا ہے) تو یہاں بھی کیا کہا انہوں نے اے میری قوم **إِنَّمَا** یہ دنیا کی زندگی **مَتَاعٌ** ہے **مَتَع** کا مطلب ہوتا ہے فائدہ اٹھانا اور جیسے کسی چیز سے

کسی خاص وقت تک فائدہ اٹھانا معین وقت تک فائدہ اٹھانا اور جیسے کوئی بھی چیز ہے آپ اس سے خاص وقت تک فائدہ اٹھاتی ہیں مثلا قلم ہے آپ کے پاس بہت قیمتی ہے آپ اس سے لکھ رہی ہیں لیکن ہمیشہ نہیں قلم آپ کے ساتھ چلتا ختم ہو جاتا ہے ٹوٹ جاتا ہے خراب ہو جاتا ہے آپ پھینک دیتی ہیں تو آپ جس بھی سامان سے فائدہ اٹھا رہی ہیں یا میں فائدہ اٹھا رہی ہوں **مَتَاعٌ قَلِيل** ہے میرا اور آپ کا گھر کا سامان ہے کپڑے ہیں چیزیں ہیں اور پوری دنیا **مَتَاعٌ قَلِيل** ہے پوری دنیا، وقتی طور پر کچھ مدت کے لئے ہم اسے فائدہ اٹھائیں گے اور یہ دنیا اور یہ زندگی جو ہمیں بڑی طویل نظر آتی ہے یہ بھی کیا ہے **مَتَاعٌ قَلِيل** ہے بہت تھوڑا وقت ہے اس کا، مختصر وقت ہے **وَإِنَّ الْآخِرَةَ** اور بے شک آخرت کیا ہے؟ **هِيَ دَارُ الْقَرَارِ** اور آخرت مؤنث ہے تو **هِيَ** آگیا دنیا مؤنث ہے تو **هَٰذِهِ** آگیا تو یہ جو آخرت کا گھر ہے یہ کیا ہے **هِيَ** وہی یہاں پہ یہ نہیں کہا کہ **هَٰذِهِ** تو کیا ہے کہ ضمیر منفصل آئی ہے اس کی فضیلت کے لئے اس کی اہمیت کے لئے کہ یہی جو آخرت ہے کیا ہے **دَارُ الْقَرَارِ** گھر ہے ہمیشہ کا، قرار ،جو آنکھوں کی ٹھنڈک بھی بنے گا جہاں جاکر سکون ملے گا کیونکہ دنیا میں تو چل چلاؤ ہے تو آخرت کا گھر ہی اصل گھر ہے وہ ہمیشہ رہنے والا گھر ہے اور دنیا کیا ہے؟ **"الدنیا مزرعۃ الآخرۃ"** دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور آخرت کا گھر ہمیشہ کا گھر ہے تو اب مردِ مومن اپنی قوم کے لوگوں کو دنیا کی بجائے آخرت کی تیاری کی دعوت دیتا ہے اور آخرت کی تیاری کی دعوت دینے کا مقصد دراصل یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ چند روزہ زندگی دنیا کی زندگی کے لئے تم پیغمبر کا انکار کر دو اور پھر تم یہ سمجھو کہ دنیا ہمیشہ رہنی ہے اور بھول جاؤ کہ اس کو تو فنا ہے۔ نہیں دنیا کو فنا ہے یہاں کی زندگی یہاں کا عیش و عشرت یہاں کا دربار کرسی حکومت ساری چیزوں کو فنا ہے

ؔ زندگی انساں کی ہے مانندِ مرغِ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا، کوئی دم چہچہایا، اُڑ گیا

آیت نمبر 40۔ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ

ترجمہ۔ جو برائی کرے گا اُس کو اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنی اُس نے برائی کی ہو گی اور جو نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے جہاں اُن کو بے حساب رزق دیا جائے گا

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً جو عمل کرے بُرَا **فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا** پس نہیں بدلا دیا جائے گا اس کو مگر ویسا ہی۔ آپ دیکھ لیجئے کہ اب وہ مردِ مومن جزا اور سزا کا قانون بتا رہا ہے کہ جو گناہ کر کے آئے گا تو ہر بدی کا بدلا اس کو کتنا ملے گا **فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا** جیسی کہ اس نے کی ہوگی نہ زیادتی ہوگی اور نہ ہی کمی ہوگی ویسی کی ویسی اس کو بدلا دیا جائے گا۔ **وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا** اور جو کوئی کرے گا نیک کام، اچھے کام کرے گا عملِ صالح کرے گا **مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ** ہو وہ مرد یا عورت اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مرد ہو یا عورت ہوگا کیا اگر وہ **وَهُوَ مُؤْمِنٌ** ہے وہ مومن، ہے وہ ایمان لانے والا تو کیا خوشخبری ہے ۔ **فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ** تو ایسے شخص کو ایسے مومن کو اور مومنہ کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا **يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ** وہ داخل ہوں گے جنت میں اور **يُرْزَقُونَ** مضارع مجہول ہے کہ ان کو رزق دیا جائے گا **فِيهَا** اس جنت میں **بِغَيْرِ حِسَابٍ** بغیر حساب کے۔ اب کہاں ہیں وہ عورتیں جو یہ کہتی ہیں کہ اسلام نے ہمیں حقوق نہیں دیئے ہمیں تو گھروں میں بند کر دیا اور شانہ بشانہ چلنے کے لئے پھر وہ نوکری کرنا چاہتی ہیں تو آپ یاد رکھیں کہ یہ تو کاموں کی تقسیم ہے کہ اللہ نے گھر کے کام

عورت کو دے دئیے اور باہر کے کام مردوں کو دے دئیے ہے نا جسمانی اعتبار سے عورت کو نرم و نازک بنایا کیونکہ اس نے گھر کے اندر رہنا تھا گھر کی ملکہ بنا دیا اور مرد نے باہر کام کرنا تھا تو اس کو جفا کش مضبوط جسم عطا کیا اور اگر بات ہے جنت کی اگر بات ہے اعمال صالح پر جزا دینے کی تو اس کا یہ نہیں مطلب کہ مرد ایک نیکی کرے گا تو اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور عورت ایک کرے گی تو ایک ہی ملے گا اگر ایسا ہوتا تو پھر تھا کہ اسلام نے عورت کو حقوق نہیں دیئے اسلام نے ماں عورت کو بنایا تو کہا کہ ماں کا درجہ مرد کے درجے سے زیادہ ہے کہ ماں کے تین حق ہیں اور پھر چوتھی دفعہ رسول اللہ نے کہا کہ باپ کا اور کیا کہا کہ **الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ.** اور کیا کہا کہ بیٹی تو رحمت ہے جس کو دو یا اس سے زیادہ بیٹیاں ملیں اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے تو جنت کی میں ضمانت دیتا ہوں رسول اللہ نے جنت کی ضمانت دی اور اگر کوئی لڑکی طلاق ہو کر آجائے رنڈوی ہو جائے اور گھر والے اس کی کفالت کریں تو اس کے لئے بھی جنت کی ضمانت ہے جو بیوہ کا خیال رکھے اس کے لئے بھی جنت کی ضمانت ہے۔ تو کیا ہے کہ اسلام عورتوں کو بڑے حقوق دیتا ہے تو اسی طرح وراثت میں بھی حصہ رکھا بعض کہتے ہیں کہ نہیں مرد کے دو حصے ہیں لڑکے کے اور لڑکی کا اس سے آدھا ہے تو آپ یاد رکھیں کہ مرد کا کام ہے دینا اور عورت کا کام ہے لینا بیٹی بن کے بھی وہ لیتی ہے بیوی بن کے بھی وہ لیتی ہے ماں بن کے بھی وہ لیتی ہے اور اس کا فرض نہیں ہے کہ وہ خرچ کرے اور نان نفقہ کی ذمہ داری کس کی ہے؟ مرد کی ہے تو کیا ہے مومن مرد اور مومن عورت ان کو اللہ تعالی کے طرف سے کیا ملے گی جنت وہ اس میں داخل ہوں گے اور پھر مجھے یہ بات بڑی خوبصورت لگ رہی ہے یہاں پہ **يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ** بغیر کسی حساب کے ان کو رزق اور فضل ملے۔ گا دنیا میں کیا ہے کہ حساب کتاب ہوتا ہے آپ سودا سلف خریدتی ہیں تو سوچ کے لیتی ہیں کہ کتنی گنجائش ہے کتنی تنخواہ اجازت دیتی ہے بازار میں جاتی ہیں چیزیں دیکھتی ہیں دیکھ کر آ جاتی ہیں کئی دفعہ دیکھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ابھی لے نہیں سکتی۔ لیکن یہ کہ وہاں پہ رزق دیا جائے گا ایمان لانے والوں کو بغیر حساب کے تو اس کے دراصل پھر معنی کیا ہیں کہ ایمان کی یہ عمل صالح کی اور توحید اختیار کرنے کی یہ قیمت ہے کہ اللہ تعالی ایسے لوگوں کو جو اجر دے گا تو بغیر حساب کے دے گا اللہ تعالی ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل کر لے

آیت نمبر 41۔ وَيَا قَوْمِ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجَاةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ

ترجمہ۔ اے قوم، آخر یہ کیا ماجرا ہے کہ میں تو تم لوگوں کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھے آگ کی طرف دعوت دیتے ہو!

وَيَا قَوْمِ اور اے میری قوم کے لوگوں م کے ساتھ بھی "ی" حرف علت ہے گر چکا ہے آپ دیکھ لیں قوم کیسی سرکش متکبر ہے بری ہے لیکن پھر بھی کتنے اچھے طریقے سے بتا رہے ہیں کہ اے میری قوم **مَا لِي** نہیں ہے میرے لئے "**مَا**" کے معنی نہیں کے بھی ہوتے ہیں لیکن یہاں **مَا** استفہامیہ ہے **مَا لِي** کیا ہے مجھے **أَدْعُوكُمْ میں** بلاتا ہوں تم کو **إِلَى النَّجَاةِ** طرف نجات کی اور نجات **(ن ج و)** مصدر ہے اور اسم بھی ہے تو معنی کیا ہیں کہ میں جو ہوں میں تمہیں بلاتا ہوں نجات کی طرف چھٹکارے کی طرف رہائی پانے کی طرف میں تمہیں بلاتا ہوں تو میری جو سبیل الرشاد ہے یہ ہے نجات یہ ہے جنت کا راستہ **وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ** اور تم مجھے بلاتے ہو آگ کی طرف۔ وہ جو فرعون کا مشورہ تھا اور تم جس راستے پر چل رہے ہو اور تم مجھے جس راستے پر دعوت دینا چاہتے ہو یہ راستہ کونسا ہے **إِلَى النَّارِ** تو نجات سے مراد جنت ہے اور نار کیا ہے؟ جہنم ہے۔ کہ تم مجھے آگ کی طرف دعوت دیتے ہو تو

دراصل اس کے معنی کیا ہیں کہ شرک کی دعوت آگ کی دعوت ہے توحید کی دعوت نجات کی دعوت ہے۔ مزید آگے کہا گیا

آیت نمبر 42۔ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ
ترجمہ۔ تم مجھے اس بات کی دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ سے کفر کروں اور اس کے ساتھ اُن ہستیوں کو شریک ٹھہراؤں جنہیں میں نہیں جانتا، حالانکہ میں تمہیں اُس زبردست مغفرت کرنے والے خدا کی طرف بلا رہا ہوں

تَدْعُونَنِي تم مجھے بلاتے ہو **لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ** کہ میں انکار کروں اللہ کا۔ تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں کفر کروں اللہ سے **وَأُشْرِكَ** اور میں شرک کروں اور میں شریک مقرر کروں **بِهِ** اس کے ساتھ **مَا** جو **لَيْسَ** نہیں ہے **لِي** میرے لئے **بِهِ** اس کا **عِلْمٌ** کوئی علم جس کا میرے پاس کوئی علم بھی نہیں ہے کوئی دلیل نہیں ہے کوئی سلطان نہیں ہے کوئی مجھے پتہ نہیں ہے اور تم چاہتے ہو کہ میں بغیر دلیل کے کیا کروں؟ کہ میں شرک کرنا شروع کر دوں تو بڑی دلسوزی کے ساتھ بڑی محبت کے ساتھ بڑی نرمی کے ساتھ مردِ مومن اپنی قوم کو سمجھاتا ہے اور کہتا ہے **وَأَنَا أَدْعُوكُمْ** اور بے شک میں تمہیں بلاتا ہوں **إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ** طرف عزیز اور غفار کے۔ تو کیا کہا کہ میری دعوت جو وہ دعوت ہے عزیز کی۔ عزیز کس کی صفت ہے؟ اللہ تعالی کی اور معنی اس کے کیا ہیں غالب کہ میں جو تمہیں بلا رہا ہوں میں اُس اللہ کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں جو کہ عزیز ہے جو کہ غالب ہے ایسے ہی نہیں تو گویا کہ مرد مومن کا یہ بتانا کہ عزت والے کی طرف بلا رہا ہوں تو عزیز جو ہے یہ اللہ کی صفت ہے اس کے معنی عزت کے بھی ہیں قوت شوکت کے بھی ہیں اور غلبہ کے بھی ہیں تو کیا ہے کہ اگر تم میری دعوت کو قبول کر لو تو پھر کیا ہے کہ یہ اُس اللہ کی دعوت ہے جو کہ عزیز ہے اور آپ دیکھیں کہ **الْعَزِيزِ** کے ساتھ یہاں پہ **الْغَفَّارِ** آیا ہے اور قرآن مجید میں 3 جگہیں ایسی ہیں جہاں پہ عزیز کے ساتھ **الْغَفَّارِ** کی صفت کا استعمال ہوا ہے تو **الْعَزِيزِ** تو اللہ کے غلبے کو ظاہر کرنے والی بات ہے کہ ساری مخلوق پر غلبہ اور اقتدار تو اللہ کا ہے اور جب **الْغَفَّارِ** ساتھ آجائے تو یہ مبالغے کا صیغہ ہے تو وہ چاہے تو تمہیں لمحے بھر میں نیست و نابود کر دے ختم کر کے رکھ دے بڑا غلبے والا ہے بڑی قوت والا ہے لیکن یہ تمہاری تدبیر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا ہے پھر بھی وہ تمہیں ختم کیوں نہیں کرتا اس لئے کہ وہ غفار ہے بہت زیادہ بخشنے والا ہے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ کی ذات غفار ہے سورة طٰہ میں بھی آتا ہے **وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ (82 ۔ طٰہ)** تو جو توبہ کرتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں تو اللہ ان کے لئے غفار ہے۔ اللہ رب العزت ان کو بخشنے والا ہے تو غفار کے معنی کیا ہیں گناہوں کو چھپا دینے والا آپ دیکھیں جو گندی جیز ہوتی ہے اس کو ہم چھپا دیتے ہیں اس پر ہم پردہ ڈال دیتے ہیں تو اللہ تعالی ہماری آلودگیوں پر ہمارے گناہوں پر ہماری نافرمانیوں پر پردہ ڈالنے والا ہے آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں **غَافِرِ الذَّنْبِ** اور سورة نوح میں آتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو کہتے ہیں **إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا (10۔ نوح)** تنہا **غَفَّارًا** لفظ وہاں پہ آیا ہے تو معنی کیا ہیں کہ اللہ تعالی فورا پکڑتا نہیں ہے بلکہ کیا ہے کہ لوگوں کو معاف کرتا ہے اچھا سید الاستغفار بھی یاد کرنا چاہئے استغفار کی بہت سی دعائیں ہیں لیکن ایسا استغفار جو کہ سید الاستغفار ہے سب استغفار کا جو سردار ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کو سید الاستغفار کہا (صحیح بخاری کی روایت ہے) **اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ، وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْئُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْئُ لَکَ بِذَنْبِیْ، فَاغْفِرْلِیْ، فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ** ”اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے،

تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تونے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، میں حسبِ استطاعت تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے عمل کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں، اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، تو مجھے بخش دے۔ بلاشُبہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے۔“۔ یہ استغفار کا بہترین طریقہ ہے اور بہترین دعا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مانگی۔ ہمارے گناہوں کو اللہ تب ہی چھپائے گا جب ہم استغفار کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کے گناہ معاف تھے اور آپ ہر وقت استغفار کیا کرتے تھے کبھی سو دفعہ کبھی 70 دفعہ صبح شام ہر وقت۔

آیت نمبر 43۔ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ

ترجمہ۔ نہیں، حق یہ ہے اور اِس کے خلاف نہیں ہو سکتا کہ جن کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو اُن کے لیے نہ دنیا میں کوئی دعوت ہے نہ آخرت میں، اور ہم سب کو پلٹنا اللہ ہی کی طرف ہے، اور حد سے گزرنے والے آگ میں جانے والے ہیں

لَا جَرَمَ کچھ شک نہیں اب آپ دیکھیں کہ **لَا جَرَمَ** کے معنی ہوتے ہیں **لا بعد** کے پھر کیا معنی ہوتے ہیں لا محالہ تو معنی کیا ہیں کہ کچھ شک نہیں اور یہ لفظ قسم کے معنی میں بھی آتا ہے **لَا جَرَمَ** گویا کہ قسمیہ انداز میں مرد مومن کہتے ہیں **أَنَّمَا تَدْعُونَنِي** تم مجھے دعوت دیتے ہو **أَنَّمَا** اس کے سوا نہیں **تَدْعُونَنِي** کہ تم مجھے دعوت دیتے ہو **إِلَيْهِ** اس کی طرف **لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا** نہیں ہے اس کے لئے بلانا دنیا میں **وَلَا فِي الْآخِرَةِ** اور نا ہی آخرت میں تو اب وہ اپنی قوم کے لوگوں سے کہتے ہیں کہ یقینی بات ہے کہ جس چیز کی عبادت کی تم مجھے دعوت دیتے ہو نہ تو دنیا میں اس کی طرف دعوت ہے اس کی طرف بلانا ہے کیونکہ دنیا میں حاجت کے لئے اپنے جیسے انسانوں کو تو نہیں بلایا جا سکتا تو دنیا میں وہ اس لائق نہیں ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور **وَلَا فِي الْآخِرَةِ** اور نہ آخرت میں کیا مطلب ہے کہ آخرت میں جب مشکل آئے گی جب اللہ پکڑے گا جب حساب کتاب ہوگا تو یہ جو معبود ہیں یہ جو شرک کیا جا رہا ہے یا تو مجھے شرک کی دعوت دیتے ہو تو یہ تو عذاب کو دفع نہیں کر سکتے دنیا میں میری حاجتیں پوری نہیں کر سکتے آخرت میں دفع عذاب نہیں کر سکتے تو پھر یہ دعوت تو بڑی بے سود ہے **لَا جَرَمَ** قسمیہ انداز میں کہتے ہیں **أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ** کہ تم مجھے بلاتے ہو اس طرف کیا مطلب ہے کہ جن معبودوں کی طرف بلاتے ہو، آباؤاجداد کی رسموں کو چاہتے ہو کہ میں پورا کروں اور ایک اللہ کو میں چھوڑ دوں اور میں شریک کروں **إِلَيْهِ** سے مراد کیا ہے؟ جو کچھ بھی وہ چاہتے تھے یعنی شرکیہ کام **لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا** نہ تو دنیا ہی میں ان کے لئے دعوت ہے **دَعْوَةٌ** کا لفظ بلانے کیلئے بھی پکارنے کیلئے بھی آتا ہے عبادت کیلئے بھی آتا ہے کہ دنیا میں ان کی کوئی عبادت نہیں ہے ان کو پکارنے کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ وہ میری حاجتیں پوری نہیں کر سکتے **وَلَا فِي الْآخِرَةِ** تو یہاں پہ **وَلَا دَعْوَةٌ فِي الْآخِرَةِ** ہے کہ آخرت میں بھی کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ آخرت میں جب مصیبت آئے گی جب اللہ عذاب دے گا تو وہ بچائیں گے نہیں لیکن حال کیا ہے **وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ** اور یہ کہ لوٹنا ہے مجھ کو اللہ کی طرف کہ مجھے تو اللہ کی طرف جانا ہے میں بچ کر جاؤں کہاں۔ آخرکار جانا ہے اللہ کی طرف اور یہ تو یقینی بات ہے کہ مرنا ہے موت آنی ہے **وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ** اور بے شک مسرفین **مُسرَف** کی جمع ہے **الْمُسْرِفِينَ** کہ مسرفین یہ کون ہیں؟ **أَصْحَابُ النَّارِ** ہیں آگ والے ہیں تو اب یہاں پہ **الْمُسْرِفِينَ** کون ہیں؟ غیر اللہ کی پرستش کرنے والے شرک کرنے والے **الْمُسْرِفِينَ** ہیں **الْمُسْرِفِينَ** تو دوزخی ہیں سب دوزخ میں ہوں گے

آیت نمبر 44۔ فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ ۚ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ
ترجمہ۔ آج جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، عنقریب وہ وقت آئے گا جب تم اُسے یاد کرو گے اور اپنا معاملہ میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، وہ اپنے بندوں کا نگہبان ہے"

فَسَتَذْكُرُونَ پس عنقریب تُمْ مُجھے یاد کروگے اور یہ کیسا یاد کرنا ہے۔ جلدی ہی تم یاد کرو گے تم میری یہ بات یاد کرو گے کہ سارے شرک کرنے والے غیر اللہ کی عبادت کرنے والے دوزخ میں گئے ابھی تو تمھیں میری بات سمجھ میں نہیں آتی میری نصیحت ،میری تذکیر میری دلسوزی میرے دلائل میرا پیار میرا **سَبِيلَ الرَّشَادِ** کی طرف تمھیں بلانا میری نصیحت تمھارے دل کو نہیں لگتی لیکن جلد ہی ایک وقت ایسا آئے گا **فَسَتَذْكُرُونَ** پس تُمْ مُجھے یاد کروگے پھر تمھیں میری یاد آئے گی میرے تذکرے ہوں گے ابھی تم میرے خلاف ہو رہے ہو پھر تمھیں میری یاد آئے گی **مَا أَقُولُ لَكُمْ** جو میں تمھیں کہتا ہوں عنقریب وہ ساری باتیں تمھیں یاد آئیں گی اسکا کیا مطلب ہے اے میرے دوستوں اے میرے درباریوں اے میرےساتھیوں پھر تم میری باتیں یاد کرو گے لیکن اس وقت یاد کرنے کا فائدہ نہ ہو گا کیونکہ اس وقت تم جہنم میں ہو گے اور تم سوچو گے کہ ہم نے اس کی بات، مرد مومن کی بات کیوں نہ مانی؟ جیسے مثلاً اب کلاس کے دن ہیں، بڑے اچھے دن ہیں، جو جتنی زیادہ محنت کر رہا ہے وہ اتنا زیادہ فائدہ اٹھا رہا ہے اور کچھ لوگ ایسا کریں کہ چھٹیاں کریں اور کلاس میں نہ آئیں اور پھر دنیا کی مختلف کام ان کو گھیرے میں لئے رکھیں اور پھر جب کلاس کے دن ختم ہو جائیں تو پھر وہ کہیں کہ ہاں وہ بہار کے دن تھے، بڑے اچھے دن تھے اور بڑی برکت تھی کاش کہ میں نے ان دنوں محنت کی ہوتی یا پھر یہ کہ جیسے ہم ایک فوتگی پر جمع تھے تو ایک عورت کہہ رہی تھی کہ ابھی میرا بچہ پیدا ہوا ہے تو کہہ رہی تھی کہ مجھے امی بہت یاد آ رہی ہیں میں امی کو بہت کچھ کہہ دیا کرتی تھی اور میں امی سے بہت معافی مانگتی ہوں کیونکہ امی جو چاہتی تھیں میں کرتی نہیں تھی جیسے امی کی خدمت کرنا، اطاعت کرنا یا کہنا ماننا لیکن اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ امی جو کہتی تھیں وہ ٹھیک کہتی تھی تو وقت گزر جاتا ہے تو اولاد کو ماں باپ کی باتیں یاد آتی ہیں پیغمبر چلا جاتا ہے قوم پر جب عذاب آتا ہے تو قوم پیغمبر کو یاد کرتی ہے جب دنیا سے انسان چلا جاتا ہے اور وہاں پہ حشر، نشر، حساب، کتاب، رسوائی جہنم کا سفر، جہنم میں جانا تو کیا ہے؟ **فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ** پس عنقریب تُمْ مُجھے یاد کروگے جو میں تم سے کہتا ہوں تو عنقریب کا مطلب کیا ہے آگے چل کر جلدی ہی تمہیں یہ بات پتہ چلے گی **وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ** اور میں سپرد کرتا ہوں اور میں تفویض کرتا ہوں، سونپتا ہوں **أَمْرِي** اپنا کام، اپنا معاملہ **إِلَى اللَّهِ** اللہ کو کہ میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا **إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ** بے شک اللہ دیکھنے والا ہے بندوں کو اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر پھر **تفویض الی اللہ** ہے تو تفویض الی اللہ کا کیا مادہ ہے؟ (**ف و ض)** اور اس کے معنی ہوتے ہیں سپرد کر دینا تو میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا. سپرد کرنے کے لئے قرآن میں 6 لفظ آئے ہیں اور یہ ہے اس کا پانچواں درجہ اور پھر اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام کا اختیار کسی کے سپرد کرنا اور اس کو حاکم بنا دینا، تو یہاں پر مرد مومن نے کیسے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا کہ میں نے تمہیں دعوت دی میں نے ہر طرح سے تمہیں سمجھایا اور اب میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا یہاں پر اصل میں اشارہ ہے آخرت کی جزا اور سزا کی طرف بھی اور دوسری بات یہ ہے کہ میں جتنا جتنا تمہیں سمجھاتا جاتا ہوں تم میرے دشمن ہوتے جاتے ہو اب میں نے اپنا آپ اللہ کے سپرد کر دیا اللہ ہی میرا محافظ ہے میرا وہ نگہبان ہے اور میرے حال پر وہ نگرانی کرنے والا ہے کیوں؟ **إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ** کہ بے شک اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا

ہے عبد کی جمع ہے **عِبَاد** تو عبد کیا ہوتا ہے؟ بندگی کرنا عبادت کرنا اور **عباد** بہت سے بندے جو کہ عبادت کرتے ہیں تو اللہ کی ذات کیسی ہے **بَصِيرٌ** اور بصیر کے معنی کیا ہیں؟ بصیر کا لفظ ہے **(ب ص ر)** سے نکلا ہے اور **بَصَرَ** اس کے معنی ہیں کہ خوب دیکھنے والا خوب جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ایسے ہی نہیں ہے کہ میں اس لئے ایمان لایا ہوں تو اللہ مجھے چھوڑ دے گا بلکہ اللہ تو ادراک رکھتا ہے اور مشاہدہ کرتا ہے تو اللہ کے لئے جب صفت **بصر** آئے گی تو کیا ہے کہ اللہ ادراک کرنے والا ہے خوب دیکھنے والا ہے تو سورۃ آل عمران میں بھی ہے **وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ(10۔ آل عمران)** کہ اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔ کہ تم کیا کر رہے ہو تمہیں بھی اللہ دیکھ رہا ہے یہاں بھی آئی یہی بات اسی طرح اللہ عملوں کو بھی دیکھتا ہے **فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (39۔ الانفال)** عملوں کو بھی اللہ دیکھتا ہے پھر اللہ کیا کرتا ہے اللہ تو ہر چیز کو دیکھتا ہے تو اصل بات کیا ہے کہ ہمیں اس بات پر یقین ہونا چاہئے کہ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں تو اللہ اسے دیکھتا ہے جانتا ہے اور جو شخص اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دے جو اپنے آپ کو اللہ کی نگرانی میں دے دے تو آپ سوچیں پھر اس کے تحفظ کا کیا کہنا پھر اس کی حفاظت کا جو انتظام ہے پھر اس کے کیا کہنے تو اصل بات کیا ہے کہ یہ چیز ہمارے اندر بھی ہونی چاہئے کہ اپنا فرض ادا کر کے پھر اس کے بعد اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا جائے اللہ جانتا ہے اللہ دیکھتا ہے میں کیا کر رہی ہوں آپ کیا کر رہی ہیں تو اپنے فرائض ادا کرتے چلے جائیں اور پھر معاملہ اللہ کے سپرد کرتے چلے جائیں اب جب اللہ کے سپرد اس نے اپنا معاملہ کیا تھا

آیت نمبر 45۔ فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا ۖ وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ

ترجمہ۔ آخرکار اُن لوگوں نے جو بری سے بری چالیں اُس مومن کے خلاف چلیں، اللہ نے اُن سب سے اُس کو بچا لیا، اور فرعون کے ساتھی خود بدترین عذاب کے پھیر میں آ گئے

فَوَقَاهُ اللَّهُ تو پھر دیکھئے پھر بچا لیا اس کو اللہ نے پھر اللہ نے اس کی کیا حفاظت کی فرعون اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکا فرعون جس کے دربار میں وہ ننگی تلوار بن گیا حق کو پیش کیا اور کیسے ڈر کر نہیں دب کر نہیں جھک کر نہیں بلکہ کیا ہے سر اٹھا کر للکارتے ہوئے جرأت کے ساتھ جسارت کے ساتھ حق کو پیش کرنے کا حق ادا کر دیا تو اللہ نے بھی اس کو بچا لیا اور کیسے اللہ نے بچایا کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جب فرعون حد سے بڑھا تو اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم دیا اور یہ مرد مومن بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کرنے والوں میں شامل ہو گیا۔ **فَوَقَاهُ اللَّهُ** پھر بچا لیا اس کو اللہ نے **سَيِّئَاتِ** برائیوں سے **سَيِّئَ** کی جمع ہے کونسی برائیاں **مَا مَكَرُوا** جو مکر کیے اس نے اور اب یہاں پہ وہ پچھلے سارے مکر بھی آپ یاد رکھیں اور یہ مکر کیا ہے کہ فرعون نے اپنے پورے لاؤ لشکر اور سب چیزوں کو جمع کیا اعلان کر دیا کہ یہ لوگ جو چلے گئے ہیں ان کا پیچھا کیا جائے اور ہوا کیا **وَحَاقَ** اور گھیر لیا **حَاقَ** اور آپ کو پتہ ہے کہ گھیر لینے کے لئے **حَاقَ** آتا ہے کہ جیسے ایسے کسی کو گھیراؤ کرنا کہ جیسے اس پر لاگو ہو جانا، چمٹ جانا، **وَحَاقَ** اور گھیر لیا **بِآلِ فِرْعَوْنَ** قوم کو فرعون کی کس نے گھیرا **سُوءُ الْعَذَابِ** برے عذاب نے ،برے ترین عذاب نے فیصلہ کن عذاب نے قوم فرعون کو گھیر لیا تو **سُوءُ الْعَذَابِ** سے مراد ہے فیصلہ کن عذاب اور یہ وہ عذاب تھا جس نے فرعون کو اور اس کے ساتھیوں کو غرق کر دیا سمندر کا عذاب تو وہ تو جا رہا تھا **مَا مَكَرُوا** وہ چال چل رہا تھا مکر عام طور پر برے معنی میں آتا ہے تو اس نے تو چال چلی تھی کہ ان کو پکڑ لیا جائے یہ کیوں بھاگ کے جا رہے ہیں لیکن ہوا کیا کہ اللہ تعالی نے ایسے اس کو پکڑا کہ **سُوءُ الْعَذَابِ** نے ان کو گھیر لیا نہ ان کی توبہ کام آئی نہ ان کا لاؤ لشکر کام آیا نہ ان کی کرسی کام آئی نہ ان کی

قوت کام آئی نہ ان کے معبود کام آئے **وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ** ہم سب کے لئے پورے سبق سے آیت نمبر 23 سے 46 تک عمل کے اصول کیا نکلے تو آپ دیکھئے کہ **سُوءُ الْعَذَابِ** ہے

آیت نمبر 46۔ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ
ترجمہ۔ آخرکار اُن لوگوں نے جو بری سے بری چالیں اُس مومن کے خلاف چلیں، اللہ نے اُن سب سے اُس کو بچا لیا، اور فرعون کے ساتھی خود بدترین عذاب کے پھیر میں آ گئے

پھر اس کے بعد اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں اب مزید عذاب کی تفصیل بتائی جا رہی ہے تو آپ اپنا جائزہ لیں میں اپنا جائزہ لیتی ہوں اور یہ جو آخری آیت ہے اس کو بھی ہم ختم کر لیتے ہیں اور کیا ہے **النَّارُ يُعْرَضُونَ** کہ آگ ہے جس پر وہ پیش کیے جاتے ہیں **يُعْرَضُونَ** عرضی دینا پیش کرنا تو اور **النَّارُ** کس کو کہا آگ کو اور آپ کو پتہ ہے کہ آگ وہ آگ ہے جس کے لئے اللہ تعالی نے اپنی طرف نسبت دی ہے **نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ (6۔ الھمزہ)** ” اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ“خاص نسبت دی ہے اس کی اہمیت فضیلت اس کی سختی شدت کو ظاہر کرنے کے لئے تو کچھ چیزوں کی نسبت اللہ اپنی طرف دیتے ہیں حالانکہ سبھی چیزیں اللہ نے بنائی **يُعْرَضُونَ** وہ پیش کیے جاتے ہیں **عَلَيْهَا** اس پر تو اس آگ پر یہ پیش کیے جاتے ہیں ”**هَا**“ کی ضمیر آگ کے لئے آئی ہے کب پیش کیے جاتے ہیں ؟ **غُدُوًّا وَعَشِيًّا** صبح بھی اور شام بھی آپ کو پتہ ہی ہے کہ **غُدُوًّا** کسے کہتے ہیں؟ صبح کے لئے ہی آتا ہے ہے جیسے **غدًا** بھی آتا ہے غدا ناشتے کے لئے بھی آتا ہے **غَدَآءَ** جیسے میرا ناشتہ لاؤ کس نے کہا تھا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا **غَدَآءَنَا (62۔ الکہف)** میں آپ پڑھ چکی ہے کیونکہ صبح صبح وہ کھایا جاتا ہے تو اس کے لئے بھی آتا ہے تو صبح کو پیش کیے جاتے ہیں **وَعَشِيًّا** اور شام کو بھی پیش کیے جاتے ہیں **وَعَشِيًّا** جو ہے زوالِ آفتاب سے لے کر رات کے ابتدائی حصے تک کے لئے آتا ہے تو گویا کہ ظہر سے شام تک کا وقت تو صبح شام تو صبح شام اگر کوئی بات کی جائے کہ ہم صبح شام ایسا کرتے ہیں یا صبح شام وہ عذاب پر پیش کیے جاتے ہیں تو گویا کہ ہر وقت پیش کیے جاتے ہیں ایک یہ معنی بھی ہو سکتا ہے دائم اور دوسرے معنی کیا ہیں کہ صبح اور پھر شام تو اس سے مراد ہے قبر کا عذاب یہ آیت جو ہے آیت نمبر 46 عذابِ قبر کی سب سے بڑی دلیل ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آگاہ ہو تم لوگ قبروں میں آزمائشوں میں ڈالے جاؤ گے (مسنداحمد اور مسلم کی روایت ہے) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ روایت کرتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ** ” عذابِ قبر حق ہے“ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہے رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو قبر کے عذاب کا انکار کرتے ہیں تو آپ دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ فرعون کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ صبح اور شام ان کے لئے قبر کا عذاب ہے صبح اور شام ان کو قبر کے عذاب پر پیش کیا جاتا ہے تو اور اس کا مطلب کیا ہے کہ ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو قبر میں صبح اور شام اس کی جگہ پیش کی جاتی ہے یعنی اگر وہ جنتی ہے تو جنت اور جہنمی ہے تو جہنم اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیری اصل جگہ جہاں قیامت والے دن اللہ تعالیٰ تمہیں بھیجے گا (یہ صحیح بخاری کی روایت ہے)۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ قبر میں جنت اور جہنم صبح شام اس کو دکھائی جاتی ہے؟ نیک لوگوں کو جنت دکھائی جاتی ہے صبح اور شام اور برے لوگوں کو جہنم دکھائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ یہ بات کہی جاتی ہے کہ یہ ہے۔ تمہارا اصل انجام جو تمہیں پھر حساب کتاب کے بعد ملے گا تو قیامت تک جو بری روحیں ہیں ان کو دوزخ پر لا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے کہ یہ دیکھو۔ اور ایک

حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جنت اور جہنم کی طرف ان کے لئے قبر میں کھڑکی بنا دی جاتی ہے جہاں سے ان کو نظارہ کرایا جا سکے تو اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آدمی جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کرنے والے واپس لوٹتے ہیں تو ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اسے بٹھا دیتے ہیں پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تو ان صاحب محمد ﷺ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتا تھا اس سوال کے جواب میں مومن یہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اسے کہا جاتا ہے کہ وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے اللہ نے اس کے بدلے تجھ کو جنت میں ٹھکانا دیا پھر اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے پھر اس شخص کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے تو وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں کچھ نہیں جانتا تو کچھ لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کچھ کہتا تھا پھر اس سے کہا جائے گا کہ نہ تو خود سمجھا اور نہ سمجھانے والے کی راہ پر چلا پھر اسے لوہے کے ہتھوڑے سے اتنی مار پڑتی ہے کہ وہ چلا اٹھتا ہے اور جن اور انسان کے سوا سب اس کے آس پاس والے اس کی چیخ و پکار کو سنتے ہیں۔ (یہ صحیح بخاری کی روایت ہے **اللہم لا تجعلنا منہم)** کتاب الجنائز میں انہوں نے لکھا ہے عذاب قبر کے باب میں) پھر حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سورج غروب ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ سے باہر گئے وہاں ایک آواز سنی تو فرمایا یہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے (قبر میں عذاب جو دیا جارہا تھا اور اس سے جو چیخ و پکار اس کی آواز یہ بھی بخاری کی روایت ہے کتاب الجنائز) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر سے گزرے آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا ان میں سے ایک تو چغلی کھاتا پھرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا پھر آپ نے ایک ہری ٹہنی لی جس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا پھر فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں ان پر عذاب ہلکا ہو جائے (یہ بھی بخاری کی روایت ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ میں قبر کے عذاب سے دوزخ کے عذاب سے زندگی اور موت کی بلاؤں سے اور کانے دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں (یہ بھی بخاری کی روایت ہے) اور ایک اور حدیث جو قبر کے بارے میں ہے اور بہت ہی ڈرانے والی حدیث ہے اور اتفاق ہے کہ 17/18 سال کی عمر میں اس حدیث کو یاد کیا تھا اکثر مجھے یہ حدیث یاد آتی ہے اور حدیث کیا ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور نماز کے لئے مسجد تشریف لائے آپ نے دیکھا کچھ لوگ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں آپ نے فرمایا اگر تم لذتوں کا خاتمہ کردینے والی موت کو زیادہ یاد کرتے تو وہ ہنسنے سے روک دیتی موت کو بہت زیادہ یاد کرو جو تمام لذتوں کا خاتمہ کردینے والی ہے اور قبر ہر دن یہ کہتی ہے میں مسافرت کا گھر ہوں میں تنہائی کی کوٹھری ہوں میں مٹی کا گھر ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں (دیکھ لیں قبر کیا کہتی ہے أَنَا بَيْتُ الغُرْبَةِ وَأَنَا بَيْتُ الوَحْدَةِ ، وَأَنَا بَيْتُ التُّرَابِ ، وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ اور جب کوئی بندہ مومن قبر میں دفن کیا جاتا ہے قبر اس کا استقبال کرتی ہے کہتی ہے تُو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ محبوب آدمی تھا تو جب آج تُو میری ذمہ داری میں دے دیا گیا ہے اور میرے پاس آ گیا ہے تُو دیکھے گا کہ تیرے ساتھ کتنا اچھا سلوک کرتی ہوں حضور ﷺ نے فرمایا اس مومن بندے کے لئے تاحد نگاہ قبر کشادہ ہو جاتی ہے (سبحان اللہ یہ میں کہہ رہی ہوں حدیث کے الفاظ نہیں ہیں) اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب کوئی بدکار یا کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کا استقبال نہیں کرتی کہتی ہے کہ تُو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ آدمی تھا اب جبکہ تجھے میرے حوالے کر دیا گیا ہے اور میرے پاس آ گیا ہے تو تُو دیکھے گا میں تیرے ساتھ

کتنا برا سلوک کرتی ہوں حضور ﷺ نے فرمایا پھر قبر اس کے لئے بھینچے گی اور تنگ ہوگی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی یہ فرماتے ہوئے حضور ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر لیا (دیکھیں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا تو آپ کیا کرتے تھے تھیوری کے ساتھ ساتھ پریکٹیکل بھی کرتے تھے demonstration بھی کر کے دکھاتے تھے) تو آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کیا اس کے بعد فرمایا اس پر ستر اژدھے مسلط کر دئیے جاتے ہیں، جن میں سے ہر ایک اتنا زہریلا ہوگا کہ زمین پر اگر وہ پھونک مارے تو اس کے زہر کے اثر سے ہمیشہ کے لئے زمین کچھ بھی پیدا کرنے کے قابل نہ رہ جائے گی کہ یہ سب اژدھے اس کو ڈسیں گے اور نوچیں گے ایسا ہی اس کے ساتھ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ حساب کا دن آ جائے گا اور وہ اللہ کی عدالت میں حساب دینے کے لئے پیش ہوگا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبر آدمی کے لئے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنتا ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ **إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ "** . تو اس پوری حدیث سے ہمیں کیا بات پتہ چلی کہ بہت زیادہ کھل کھلا کر نہیں ہنسنا چاہئے

تیرا روز روز کا ہنسنا کہیں تجھے برباد نہ کر دے

منہ کھول کر بہت زیادہ ہنسنا یہ غفلت کی طرف لے جاتا ہے دوسری بات کیا پتہ چلی موت کو یاد کرنا چاہئے۔ موت کی یاد کیا کرتی ہے؟ دل پر جو زنگ لگ جاتا ہے اس کو دور کرتی ہے آخرت کی یاد دلاتی ہے تیسری بات کیا پتہ چلی قبر کو ہر روز یاد کرنا چاہئے ہر روز قبر کو یاد کرنا چاہئے کیوں اس لئے کہ وہ انسان کو روز یاد کرتی ہے اور ہمیں تو یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قبر 70 دفعہ یاد کرتی ہے چوتھی بات ہمیں کیا پتہ چلی کہ بندہِ مومن کا قبر استقبال کرتی ہے اور بندہِ کافر کا استقبال نہیں کرتی۔ دنیا میں میرا اور آپ کا کوئی استقبال نہ کرے دل بڑا برا ہوتا ہے اس بات پر دل برا نہیں ہو رہا کہ قبر کافروں کا استقبال نہیں کرے گی تو میں کفر نہ کروں اور میں گناہ کرنے چھوڑ دوں چغلی کرنا چھوڑ دوں شرک کرنا چھوڑ دوں اور کیا بات پتہ چلی کہ قبر نیک لوگوں کے لئے بہت زیادہ کشادہ ہو جاتی ہے اور کیا پتہ چلا برے لوگوں کے لئے قبر بہت زیادہ تنگ ہو جاتی ہے اور کیا پتہ چلا کہ جو برے لوگ ہیں 70 اژدھے ان پر مسلط کر دئیے جائیں گے وَيُقَيِّضُ اللَّهُ لَهُ سَبْعِينَ تِنِّينًا اور ان میں سے ایک اگر زمین پر پھونک مارے تو اس کے زہر سے تا قیامت زمین بنجر ہو جائے اتنا اس کا اثر ہے اور 70 آپ سوچیں تو سہی کہ وہ انسان کو ڈس رہے ہیں زمین کو نہیں اور کیا کہ قبر یا تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ بن جاتی ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتی ہے تو مجھے اور آپ کو سوچنا چاہئے کہ میں نے اور آپ نے قبر کی کیا تیاری کی ہے کیا قبر کے اندر بھی روشنی کا کوئی انتظام کیا ہے کیا وہاں بھی تنہائیوں کو دور کرنے کا کوئی انتظام کیا ہے دنیا میں جب دل نہیں لگتا تو ٹی وی اور ناول اور افسانے اور گانا بجانا اور فلمیں کیا میں نے اور آپ نے قبر کے لئے کوئی پردہ اور بستر اس کا بھی کوئی انتظام کیا ہے کیا کوئی رکھوالی کا بھی انتظام کیا ہے کیونکہ نیک اعمال قبر میں مومن کے دائیں بائیں سرہانے اور پائنتی آ جائیں گے اور پھر اس کی حفاظت کریں گے۔ تو کچھ ہے میرے پاس اور آپ کے پاس کچھ نگہبانی کا انتظام دنیا کا گھر دنیا کے پردے دنیا کا بستر اور وہ بے و بئس المھاد وہ بڑا برا ٹھکانہ ہے **يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا** ۖ تو بہرحال یہ آیت کا حصہ یہ بتاتا ہے کہ ان کو قبر میں عذاب دیا جائے گا اور یہ عذاب جو ہے یہ کیسا عذاب ہوگا کہ آگ ہے جس کے سامنے ہر صبح اور شام یہ پیش کیے جاتے ہیں گویا کہ آگ پر قبر میں وہ لوگ صبح اور شام پیش کیے جاتے ہیں۔ اس کو جہنم کا مظاہرہ کروایا جاتا ہے ان کو نظارا دکھایا جاتا ہے ایک کھڑکی کھلی ہوئی ہے اور دوسری طرف کیا ہے کہ قبر بھی جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے اور پھر کیا ہوگا **وَيَوْمَ تَقُومُ**

السَّاعَةُ اور وہ دن جب قیامت قائم ہوگی **السَّاعَةُ** قیامت کا ایک نام ہے وہ گھڑی قائم ہوگی وہ بڑی سخت گھڑی ہوگی اب قیامت کے دن کیا ہوگا وہاں بھی ان کو عذاب ملے گا تو جب قیامت کھڑی ہو جائے گی قائم ہوگی۔ **أَدْخِلُوا** داخل کرو اللہ کی طرف سے حکم دیا جائے گا یہ حکمیہ صیغۂ ہے **آلَ فِرْعَوْنَ** فرعونیوں کو کہاں داخل کرو **أَشَدَّ الْعَذَابِ** سخت ترین عذاب میں شدید ترین عذاب میں تو **أَشَدَّ** یہ اسم تفضیل ہے تو اب کیا ہے یہ ایک عذاب ہے قبر ہے قیامت سے پہلے اور دوسرا عذاب ہے قیامت کے دن کا قبر سے نکال کر ان کو سخت ترین عذاب میں دھکیل دیا جائے گا تو قبر میں جتنا بھی عذاب ہے بہرحال آرام ہے کیا پتہ چلتا ہے کہ اس وقت انسان یہ کہیں گے کاش کہ ہمیں قبروں سے اٹھایا ہی نہ گیا ہوتا اور وہ تو اس کی ایک جھلک ہے جیسے قبر قیامت کا show case ہے بس نمونے کے عذاب ہیں اس میں اصل تو آگے ملیں گے یا جیسے بعض ڈرامے ہوتے ہیں تو ان کے پہلے کچھ سین دکھا دیے جاتے ہیں فلمیں ہوتی ہیں کیا کہتے ہیں اس کو trailer دکھائے جاتے ہیں بعد میں اصل آتے ہیں۔ کچھ لوگ کپڑا بیچتے ہیں تو کپڑے کے تھوڑے تھوڑے ٹکڑے سے نہیں صحیح رنگ پتہ چلتا آپ کہتے ہیں نہیں پورا تھان کھولیں پھر سمجھ آئے گی آپ قالین لینے گئے ہیں انہوں نے چھوٹے چھوٹے نمونے کاٹ کر قالین کے رکھے ہوئے ہیں لیکن سمجھ نہیں آتی آپ کہتے ہیں پورا قالین کھول کر دکھائیں تو سمجھ آتی ہے۔ تو آپ دیکھ لیجئے یہ ہے ساری آیات جو ہم سب کو کیا بتاتی ہیں ہم سب کے لئے عمل کا پھر اس سے کیا اصول نکلتا ہے کہ ہم میں سے کون مرد مومن بننا چاہتا ہے۔ ہم میں سے کون ہے جو صدیق بننا چاہتا ہے۔ ہم میں سے کون سورۃ یٰسٓ والا رجل مومن بننا چاہتا ہے۔ ہم میں سے کون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کردار ادا کرنا چاہتا ہے اور دوسرا کردار ہے مُضِلین کا گمراہ ہونے والے کا اور وہ ہے مُسْرِفٌ، مُرْتَابٌ، یُجَادِل، مُسْرِفٌ، كَذَّابٌ ، تَبَابٍ اور پیغمبر اور کتاب کا ،اللہ کا انکار کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بہترین مسلمان بنائے اور نیک لوگوں میں شامل کرے ہم سب سے راضی ہو جائے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ